مراثیِ ظہور

حضرت شاہ ظہور الحق ظہورؔ پھلواروی

(۱۱۸۴ھ — ۱۲۳۴ھ)

مرتب

متین عمادی

ناشر

ادارۂ رشیدیہ، منگل تالاب، پٹنہ ۸ (انڈیا)

فہرست

نذرانۂ تشکر

مقدمہ

تعارف

مراثی:

کہوں میں ایک سخن اور خدائے غافر ہے

گرا جب اسپ سے سلطانِ جاں امیر جہاں

کر مژہ کو قلم اور دیدۂ پرخوں کو دوات

یہ کیسا فتنۂ محشر بپا ہوا یارب

تنہا کھڑے تھے شاہ صفِ کارزار میں

آنکھیں ہیں یا الٰہی یا آبدار خانہ

جس جا کہ ہوا ختم نبوت کا نگیں لال

حسین بسمل کا شرح ماتم کوئی علی کے جگر سے پوچھے

ٹک کربلا کی خاک ارم تک اڑا صبا

آنکھوں پہ کھیلی بانو اصغر پہ روتے روتے

درد بے مداوانے کی ہے پھر فراوانی

نیزہ جو اٹھا رن کو چلے عابد بیمار

کتنا پیمبر کے ہو جی پہ الم ہائے ہائے

زینب بی بی رو رو کہتیں دکھ یہ کیسا بھاری ہے

کہت سکینہ اری موری بابل گیلو سو گیلو گیلو ہے گیلو

روتی بانو یہ کیسی بلا ہے میرا قاسم نویلا اکیلا

ضمیمہ

فرہنگ مراثی

حواشی

کتب و رسائل میں حضرت ظہور کے تراجم

نقشہ اولاد حضرت ظہور الحق رحمۃ اللہ علیہ

نذرانۂ تشکر

سب سے پہلے میں برادر محترم حضرت مولانا سید شاہ فرید الحق عمادی سجادہ نشیں خانقاہ عمادیہ کی خدمت میں نذرانۂ تشکر پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے کتب خانہ عمادیہ کے اس قیمتی مخطوطہ کو میرے حوالہ کیا کہ میں اسے شایع کر کے ادبی دنیا کے سامنے پیش کروں اور اس کے لیے وہ ہمیشہ میری ہمت افزائی فرماتے رہے۔ مجھے امید تھی کہ ان کی موجودگی میں ہی اس کام کو پورا کرلوں گا، مگر افسوس کہ اس کی اشاعت تک ان کی زندگی نے وفا نہ کی۔ یقین ہے کہ اس کی اشاعت سے ان کی روح ضرور خوش ہوگی۔ ان کے علاوہ ڈی۔ ٹی۔ پی کمپیوٹرس کا بھی شکر گزار ہوں کہ کمپوزنگ کا کام حسب خواہ بڑی محنت اور لگن سے کیا۔ جناب انور علی وارثی اور جناب ڈاکٹر محمد ذاکر حسین صاحبان کا کا بھی ممنون ہوں کہ پروف ریڈنگ میں بڑی معاونت کرتے رہے اور انہیں کے ساتھ ساتھ جناب ظفر عالم منور صاحب کا شکریہ بھی ادا کرتا ہوں کہ اشاعتی مرحلے کو انہوں نے آسان بنایا اور موجودہ سجادہ نشینِ خانقاہ عمادیہ منگل تالاب، پٹنہ جناب مولانا سید شاہ مصباح الحق عمادی کا بھی تہہ دل سے شکر گزار ہوں کہ اپنے مفید مشوروں سے نوازتے رہے اور میرے کاموں پر اپنی خوشی کا اظہار کر کے میرے حوصلوں کو تیز گام بناتے رہے۔

مقدمہ

حضرت شاہ ظہور الحق ظہورؒ خانقاہ عمادیہ کہ سجادہ نشیں ہونے کے ساتھ اپنے دور کے جید عالم اور حق شناس نگاہ رکھنے والی قابل قدر شخصیت کے مالک تھے۔ ان کے جیسے صاحبِ علم و دانش بہت کم پائے جاتے ہیں۔ گرچہ انہیں اپنی زندگی میں نامساعد حالات کا سامنا کرنا پڑا، اپنی خانقاہ، اپنی جائے پیدائش، اپنے اسلاف کی جگہ اور اپنے گھربار کو چھوڑکر پھلواری شریف سے منتقل ہوکر پٹنہ میں بودو باش اختیار کرنی پڑی۔ اس کے باوجود جو بچا کھچا ان کا علمی سرمایہ ہے وہ آج بھی ان کی عظمت کی نشاندہی کرتا ہے۔ ان کے علمی سرمایہ کو ''بچا کھچا'' علمی سرمایہ اس لیے لکھا کہ ان کی علمی دولت اور اثاثے ان کے اپنے اہلِ قرابت کے ہاتھوں برباد ہوئے جس کی تفصیل میں جانا نہیں چاہتا کہ اس کا ذکر اکثر افراد کر چکے ہیں۔ سچ یہ ہے کہ خانوادہ امیر عطا اللہ پھلواروی میں علم وفضل کے اعتبار سے اتنی متبحر شخصیت کا حامل اب تک کوئی نہیں ہوا ہے۔

آج میں ان کے مرثیوں کی ایک بیاض جو ان کے دست خاص کی لکھی ہوئی ہے اور کتب خانہ عمادیہ کی ملک ہے۔ اسے کتابی شکل دے کر آپ کے سامنے پیش کر رہا ہوں۔ اس سے بہار میں مرثیہ کی قدامت کا بھی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ اس دور کی لسانیات، زبان و بیان اور املا پر بھی روشنی پڑتی ہے۔ اردو زبان وادب سے دلچسپی کا ثبوت تو آپ کی تصانیف سے ملتا ہی ہے لیکن اردو شاعری پر کامل عبور آپ کے مرثیوں سے ظاہر ہوتا ہے۔ آپ کے مراثی کی ایک بیاض کتب خانہ عمادیہ میں محفوظ ہے جسے اہل ذوق کے سامنے پیش کر رہا ہوں۔ دیکھئے کہ آج سے دوسو سال پہلے بھی حضرت ظہور کی زبان کتنی صاف اور نکھری ہوئی ہے اور کیوں نہ ہو جبکہ آپ کے پرنانا حضرت خواجہ عماد الدین قلندر عمادؔ پھلواروی کو بھی اردو زبان میں اولیت کا درجہ حاصل ہے جن کی ایک غزل کا یہ مقطع ہے۔

آوے اپنے ہاتھ وہ موركھ نہیں عمآداب اس کی آس
اس کے کارن کون جتن ہم نہیں کیا جو آوے ہے

حضرت ظہور کی اس بیاض میں ۱۶ مرثیے ہیں کل اشعار کی تعداد ۱۵۸ ہے اور بند ۳۸۴ ہیں جن کی تفصیل یوں ہے :

مرثیہ نمبر-۱	۱۰ بند	مرثیہ نمبر-۲	۲۸ بند
مرثیہ نمبر-۳	۲۱ بند	مرثیہ نمبر-۴	۲۵ بند
مرثیہ نمبر-۵	۲۲ بند	مرثیہ نمبر-۶	۲۸ بند
مرثیہ نمبر-۷	۲۱ بند	مرثیہ نمبر-۸	۲۶ بند
مرثیہ نمبر-۹	۲۶ بند	مرثیہ نمبر-۱۰	۲۹ بند
مرثیہ نمبر-۱۱	۲۶ بند	مرثیہ نمبر-۱۲	۲۶ بند
مرثیہ نمبر-۱۳	۲۵ بند	مرثیہ نمبر-۱۴	۲۴ بند
مرثیہ نمبر-۱۵	۲۶ بند	مرثیہ نمبر-۱۶	۲۱ بند

تحریر و املا میں یائے معروف اور یائے مجہول کی تخصیص نہیں ہے۔ یائے معروف کی جگہ یائے مجہول اور یائے مجہول کی جگہ یائے معروف لکھی گئی ہے بلکہ زیادہ تر یائے معروف ہی کا استعمال کیا گیا ہے۔ کہیں کہیں نون غنہ کا زائد استعمال بھی ملتا ہے۔ جیسے کہنا کو کہناں۔ چھوڑنا کو چھوڑناں۔ سکینہ کو سکیناں۔ جینا کو جیناں۔ ماتھے کو مانتھے۔ اتنا کو اتناں۔ بولنا کو بولناں اور سمانا کو سماناں لکھا گیا ہے۔ مژہ کا املا مڑہ ہے تڑپ کا املا تڑپھہ۔ ہونٹ کا املا ہونٹھہ اور کل کا املا کاہہ ہے۔ دو چشمی 'ھ' کی جگہ اکہری 'ہ' سے کام لیا گیا ہے جیسے بھی کا املا بہی۔ بھیک کا املا بہیک۔ پھر کا املا پہر۔ ٹھہرے کا ٹہرے۔ بھائی کا املا بہائی۔ تھا املا تہا۔ ٹھگا کا املا ٹہگا۔ پھوپھیوں کا املا پہو پہیوں۔ گھڑی کا املا گہڑی۔ چھپ کا املا چہپ۔ بٹھا کا بٹہا۔ اٹھا کا املا اوٹھا استعمال ہوا ہے۔ واؤ زائد کا بھی استعمال دیکھنے میں آتا ہے۔ جیسے اس کا املا اوس۔ اٹھ کا املا اوٹھ۔ اڑھائی کا اوڑھائی۔ اتریں کا املا اوتریں۔ وہیں

To Read full book or download, Please subscribe to our web site

http://www.khanquahemadia.org/subscribe